ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر طاہر عباس طیب
ریسرچ اسکالر، پوسٹ ڈاکٹریٹ فیلوشپ (اُردو) ادارہ زبان وادبیات اُردو، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران
ڈین کلیۂ علومِ شرقیہ، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

انتظار حسین کے ناول ”بستی“ میں تاریخیت اور نو تاریخیت: ایک فکری تشکیل

Dr. Tahir Abbas Tayib *
Research Scholar, Post-Doctoral Fellowship (Urdu), Institute of Urdu Language and Literature, Oriental College, Punjab University, Lahore.
Prof. Dr. Muhammad Kamran
Dean of the faculty of Oriental learning, University of the Punjab, Lahore.
***Corresponding Author:**

An Intellectual Exploration of Historicism and New Historicism in Intizar Hussain's Novel "Basti"

Intizar Hussain's novel Basti is a masterpiece of Urdu literature that not only tells the story of an individual but also sums up the historical, cultural and social conflicts of the entire subcontinent. This article presents a critical analysis of the novel Basti in the light of the theories of "Historicism" and "New-Historicism". The novel portrays themes such as the Partition of subcontinent, migration, the crisis of identity, and the collapse of traditional civilization through both personal memory and collective experience. The central character, Zaakir, represents not only individual consciousness but also a collective subconscious that constantly interrogates historical events and their meanings. The purpose of this study is to illustrate how Intizar Hussain treats history not in a conventional way but as an intellectual and cultural experiment. For him, history is not static but a dynamic, ambiguous, and constantly changing phenomenon. This

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

study reveals that Intizar Hussain does not simply recount history; he reshapes it through narrative, turning Basti into a profound philosophical and intellectual reflection on the nature of history itself.

Key Words: *Intizar Hussain, Basti, Historicism, New Historicism, Partition, Identity Crisis, Migration, Civilizational Decline, Historical Consciousness.*

ادب سے مراد ایک ایسی تحریر ہے جو انسانی جذبات، احساسات اور خیالات سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ خوشی، مسرت اور علم میں اضافے کا باعث بنتے ہوئے کسی نئے جذبے سے آشنا کرے۔ یہ انسان کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے احساسات و تاثرات کے خارجی موجودات کے نقوش اور اثرات کی روداد ہے۔ ادب معاشرے کا پروردہ ہوتا ہے اور سماج میں ہونے والی تبدیلیوں کو براہِ راست قبول کرتا ہے۔ ادب انسانی تاریخ کا جزو ہے اور اس میں تاریخ کی نبض چلتی دکھائی دیتی ہے۔ گویا یہ روحِ عصر کا نمائندہ ہے اور اپنا مواد تاریخی و تہذیبی عناصر سے مستعار لیتا ہے۔ اس طرح دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یوں ادب تاریخ کا قائم مقام بھی بن سکتا ہے۔ ادب ماضی کی روایت سے اپنا رشتہ قائم رکھتا ہے جبکہ تخلیق کار کے ذہن میں لامحدود امکانات موجود ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال لکھتے ہیں:

> "ادب روحِ عصر کی نمائندگی کرتا ہے یا تاریخ کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ ادب جو بھی تخلیق ہوتا ہے وہ ماضی کا حصہ بننے کے ساتھ ساتھ تاریخ کا حصہ بنتا رہتا ہے۔"(۱)

انسانی ارتقاء اور فکری بالیدگی میں جس قدر تاریخ اہم ہے اسی طرح ادب میں فکری و معنوی لحاظ سے کثیر الجہتی کے لیے بھی گہرا تاریخی شعور اولین شرط ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر کسی فن پارے کی تشریح و تعبیر کرنی ہو تو تاریخ سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ کسی بھی عہد کے ادب کا تجزیہ کرتے ہوئے اس دور کے تصورات، نظریات، واقعات اور نقطہ ہائے نظر کا جاننا ضروری ہے۔ کیونکہ اعلیٰ درجے کے ادب کو کسی خاص عہد تک محدود نہیں رکھا جا سکتا بلکہ اس کے اثرات صدیوں تک دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم ہر ادیب اپنے دور کی معاشرتی فضا اور مخصوص رویوں کے تحت ادب تخلیق کرتا ہے۔ بقول ہنری اسٹیل کومیجر:

> "بہر حال کوئی بھی سنجیدگی کے ساتھ اس دعوے سے اختلاف نہیں کر سکتا ہے کہ تاریخ داستان بھی ہے، ریکارڈ بھی، ادب بھی اور فلسفہ بھی۔"(۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

تاریخیت (Historicism) کی اصطلاح سب سے پہلے ۱۹۷۸ء میں تنقیدی نظریہ دان ہیڈن وائٹ نے اپنی کتاب "Tropt of Discourse" میں پیش کی ۔ تاریخیت اور اس سے متعلقہ بیانیہ کو سیاق وسباق کے مطابق بنانے کے لیے تاریخ، جغرافیہ اور ثقافت کو اہمیت دی گئی۔ یہ تخفیف پسندانہ نظریات سے یکسر مختلف ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں تاریخیت، اصلاح پسندوں کے ہاں مقبول رہی اور اس کا اثر اُردو ناول میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ تاریخیت کا مقصد یہ ہے کہ مختلف ادوار سے تعلق رکھنے والے ادب کو عہدِ حاضر کے قاری کے لیے زیادہ با معنی بنایا جائے۔ اس کا بنیادی فریضہ ان تصورات اور اقدار کو سمجھنا اور سمجھانا ہے جن کے ذریعے سے کوئی تہذیب اپنا تسلسل برقرار رکھتی ہے۔ تاریخیت کسی فن پارے کو اس کے زمانۂ تخلیق اور تاریخی تناظر میں جانچنا ہے یعنی ادب کی تفہیم تاریخ کے بغیر ادھوری ہے۔ گویا تاریخیت فکری استدلال ہے جس میں ہر دور کے مخصوص اور انفرادی نوعیت کے فکری رویے پنپتے ہیں جو ادب پر منعکس ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخیت ادب پر تاریخ کو فوقیت دیتی ہے۔ ڈاکٹر الطاف انجم رقمطراز ہیں:

> "تاریخیت، تاریخ کی تفہیم اور اس کی تعبیر کا ایک Paradigm ہے جو مخصوص زمانی اور مکانی تناظر میں واقعات کو پیش کرتی ہے"۔ (۳)

غرض تاریخیت میں توضیح، تعبیر اور تعین کو اہمیت حاصل ہے۔

نو تاریخیت (New Historicism) ادب، تاریخ اور سماج دونوں کو بنیادی اہمیت دیتے ہوئے متن کو درست مان کر اس کے باطنی تعلق کا تجزیہ کرتی ہے۔ گویا تاریخیت اور نو تاریخیت، دونوں بیان تاریخ کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اُس واقعے کی تعبیر و تجزیہ کو اہمیت دیتی ہیں۔ یہ ایک ادبی اور تنقیدی نظریہ ہے جو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سامنے آیا۔ جس کا آغاز امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے اسٹیفن گرین بلاٹ (Stephen Green Blatt) کی تحریروں سے ہوا۔ برطانیہ میں ریمنڈ ولیمز (Raymond Williams) نے نو تاریخیت کی اصطلاح کو ثقافتی مطالعات کے نام سے واضح کیا۔ ان دونوں نے اس نئی اختراع کو مشل فوکو (Michel Foucault) (۱۹۲۶ء۔۱۹۸۴ء) کے خیالات سے جوڑنے کی کوشش کی۔ وہ ادب کو تاریخی، سماجی، سیاسی اور ثقافتی سیاق وسباق میں دیکھتے ہیں جس میں ادب اور تاریخ آپس میں متصل ہیں۔ کسی بھی دور کا ادبی متن اس عہد کے خیالات، نظریات اور طاقت کے ڈھانچے کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی طرح تاریخ بھی ایک بیانیہ ہے۔ روایتی طور پر تاریخ کو معروضی حقیقت سمجھا جاتا تھا لیکن نو تاریخیت، تاریخ کو خود ایک متن سمجھتی ہے جو مخصوص نظریات

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور تعصبات کے تحت بھی لکھا گیاہو۔نو تاریخیت اس امر پر زور دیتی ہے کہ کیسے سماجی، مذہبی اور سیاسی طاقتیں ادب پر اثر انداز ہوتی ہیں اور کس طرح ادب ان طاقتوں کو چیلنج کر سکتا ہے۔نو تاریخی نقاد صرف ادبی متون کو نہیں پڑھتے بلکہ دیگر تاریخی دستاویزات، قانونی تحریریں اور غیر ادبی مواد کو بھی شامل کرتے ہیں تاکہ کسی دور کے مکمل نظریاتی اور ثقافتی پس منظر کو سمجھا جاسکے۔

تاریخیت، تاریخی منصوبہ بندی کے تحت ادبی متن کی پیروی کرتی ہے جبکہ نو تاریخیت ادب اور تاریخ کو غیر سیاسی طور پر پڑھنے کی تلقین کرتی ہے۔مختصر یہ کہ پرانی تاریخیت کا تعلق ماضی کی دنیا سے ہے،نو تاریخیت کا ماضی کے لفظ سے ہے۔فوکو ماضی کے بارے میں دستاویزات کا حوالہ دے کر اس کی تشکیلِ نو چاہتا ہے تاکہ حقائق اور تفصیلات کے ذریعے مبہم عناصر واضح ہو سکیں۔اس نقطۂ نظر سے تاریخ میں پیدا ہونے والے تضادات کے پھیلاؤ کو روکا جاسکتا ہے۔گویا نو تاریخیت تاریخی ماہرین کی پیش قدمی کا اگلا قدم ہے اوراسے اس عمل پر فخر ہے۔ ڈاکٹر قاضی عابد کے نزدیک:

> "تاریخ، تاریخیت اور نو تاریخیت کے ادب سے رشتے کی متنوع جہات بھی سامنے آتی ہیں اور نو تاریخیت کا اس امر پر اصرار بھی کہ تاریخ کے متون بھی ادبی متون کی طرح سمجھے اور سمجھائے جاسکتے ہیں"۔(۴)

ناول اُردو ادب کی اہم اور مقبول صنف ہے۔یہ ایسی کہانی ہے جو کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت زندگی کی حقیقی وواقعی عکاسی کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کی جاتی ہے۔ یہ انسانی زندگی کی تصویر اور تفسیر کے ساتھ زندگی کا فن بھی ہے۔ دورِ جدید میں اسے خاصی مقبولیت حاصل ہے کیونکہ اس کی بنیاد انسانی تجربات کے اظہار پر ہے۔ناول میں حیاتِ انسانی کے مختلف پہلوؤں، تجربات اور واقعات کو کہانی کی صورت میں ایک سلیقہ اور ترتیب سے بیان کیا جاتا ہے۔اس کے کردار حقیقی ہوتے ہیں اور پلاٹ کا خمیر اصل زندگی سے اخذ کیا جاتا ہے۔اُردو ناول کی عمر قریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ ہے۔جدید ناول نگاری میں کئی رجحانات اور میلانات سامنے آئے۔جن سے ناول کی ہئیت، تکنیک،اسلوب اور موضوعات میں جدت پیدا ہوئی ہے۔ناول جیسے جیسے آگے بڑھتا رہا،اس کی نئی جہات بھی سامنے آتی رہیں۔ناول میں نہ صرف عصری حالات کو خوب صورتی کے ساتھ برتا گیا۔بلکہ اس کے ذریعے ماضی میں رونما ہوئے واقعات کو تاریخیت اور نو تاریخیت کے تناظر میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔انتظار حسین لکھتے ہیں:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

" ناول ایک اجتماعی تہذیبی زندگی کا اور اس کے راستہ سے ایک اجتماعی احساس کا ترجمان ہے۔"(۵)

اُردو ناول نگاری میں عبد الحلیم شرر، راشد الخیری، صادق حسین سردھنوی، حکیم محمد علی طبیب، نسیم حجازی، قاضی عبد الستار اور ایم اسلم وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے زیادہ تر اپنے ذوق اور نظریہ کے مطابق تاریخی ناول لکھے۔ ان ناول نگاروں نے تاریخی شعور کے ساتھ ساتھ اصلاحی، قومی ترقی اور اسلامی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ بعض نے عظیم شخصیات کو اپنی تحریروں میں مرکزی حیثیت دی اور بعض کے فن پر مقصدیت غالب رہی۔ غرض تاریخی ناول کی جداگانہ شرائط اور مخصوص مقاصد ہوتے ہیں۔ اچھے تاریخی ناول کی تخلیق میں ناول نگار کو مشاہدہ کے بجائے تحقیق پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ کچھ فنکاروں کے ہاں تاریخیت کے حوالے سے اسلامی تاریخ اہم رہی۔

جدید ناول نگاروں عبداللہ حسین، قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، جمیلہ ہاشمی، انور سجاد، مستنصر حسین تارڑ، شمس الرحمن فاروقی وغیرہ کے ناولوں میں واضح طور پر تاریخیت اور نو تاریخیت کے اثرات موجود ہیں۔ انہوں نے تاریخیت اور نو تاریخیت کو کام میں لاتے ہوئے اپنے عہد اور تہذیب کو منعکس کیا ہے۔ جب کہ معاصر ناول نگاروں میں اس حوالے سے کام کرنے والوں میں مرزا اطہر بیگ، اختر رضا سلیمی اور طاہرہ اقبال کے نام فعال ادباء کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لوکاچ کے مطابق:

"تاریخی ناول نگار کا تخیل بیک وقت دو سطحوں پر کام کرتا ہے۔ ایک تو گذرے ہوئے دور کی اجتماعی تصویر پیش کرتا ہے۔ دوسرے آج کے پڑھنے والوں کے لیے ایسی بصیرتیں فراہم کرتا ہے۔ جو دور حاضر پر بھی منطبق ہو سکیں۔" (۶)

جدید اُردو ناول میں ان عناصر کی موجودگی کو تاریخیت اور نو تاریخیت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ جن کی آگہی کے بغیر ناول کی تفہیم ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ دونوں انسانی سماج کے ساتھ جڑے ہیں۔ اس آرٹیکل میں" انتظار حسین کے ناول" بستی" میں تاریخیت اور نو تاریخیت: فکری تشکیل" کا تجزیہ کیا جائے گا۔

اُردو فکشن میں انتظار حسین کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ جن کی تخلیقات کی کہکشاں نے آسمانِ ادب کو منور کیا۔ انہوں نے ۱۹۴۸ء سے ۲۰۱۶ء تک ادبی زندگی کا طویل سفر طے کیا۔ اس مدت میں ان کے چار ناول، ایک ناولٹ، نو افسانوی مجموعے، تیرہ غیر افسانوی کتب، ایک سفر نامہ، تین ڈرامے، دو خود نوشت اور تیرہ ترجمہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

شدہ کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ انہوں نے اپنی تخلیقات میں بدلتے ہوئے حالات، شکستہ سماجی اقدار، تاریخی، سیاسی و سماجی انتشار، احساسِ محرومی، تنہائی، شک، خوف، بے زمینی، سامراجیت اور جدوجہد کو اساطیری و دیومالائی علائم و تمثیلات کے پیرائے میں خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ ان کے فن پاروں کا معنوی تنوع اور وجودی کرب مخصوص صورتِ حال کی نشان دہی کرتے ہیں۔ انتظار حسین کا ناول "بستی" تاریخیت اور نو تاریخیت کے حوالے سے اپنی پہچان رکھتا ہے۔ انہوں نے تاریخی واقعات کا تجزیہ تنقیدی نگاہ سے کیا ہے۔ ان کے ہاں یہ ناول تاریخی شعور کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کا مظہر بھی ہے۔ ڈاکٹر انور پاشا رقمطراز ہیں:

> "انتظار حسین کے یہاں تہذیبی اور فکری روایات کی اہمیت کا احساس ہر جگہ موجود ہے۔ انھوں نے اپنے ناولوں میں اس بات پر زور دیا ہے کہ روایات سے بے تعلقی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بے زمینی کا شکار بنا دیتی ہے۔۔۔ وہ ماضی کو حال اور مستقبل سے جدا کر کے دیکھنے کے قائل نہیں۔"(۷)

انتظار حسین کا شمار اُردو کے بڑے ناول نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے بیسویں صدی کے سیاسی، سماجی اور تاریخی تغیرات کو موضوع بنایا۔ ان کا ناول "بستی" ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ جس میں ماضی، حال اور مستقبل ایک وحدت کی شکل میں یوں پیوست ہیں کہ قاری کو نہ صرف تاریخی واقعات کا علم ہوتا ہے بلکہ ان کی تعبیر و تفہیم کے مختلف پہلو بھی روشن ہوتے ہیں۔ بستی میں تاریخیت ایک نیا رخ اختیار کرتی ہے۔ یہاں تاریخ صرف بیانیہ نہیں بلکہ ذہنی کیفیت، یادداشت اور ایک ایسا متحرک عمل ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی شناخت کو متاثر کرتا ہے۔

"بستی" جدید اُردو ناول کا اہم سنگِ میل ہے، جو برصغیر کی تقسیم کے دور میں یادداشت، شناخت اور تاریخ کے باہمی تعلقات کو گہرائی سے بیان کرتا ہے۔ ناول کے پہلے باب میں ذاکر کے بچپن سے حال تک کا سفر چوتھے باب میں ماضی، حال میں جذب ہو جاتا ہے جبکہ درمیان میں ۱۹۷۱ء کی جنگ اور آخری حصے میں رجائیت اور بشارت پر ناول کا اختتام ہوتا ہے۔ مرکزی کردار پروفیسر ذاکر ایک حساس دانشور جو تقسیم اور اس کے بعد پیش آنے والی قومی و سیاسی صورتحال سے بہت متاثر ہے۔ ڈاکٹر ممتاز احمد خان لکھتے ہیں:

> "اسے اپنے گمشدہ پیڑ نظر آرہے تھے اس کے ذہن میں گمشدہ پرندوں، گمشدہ صورتوں، نیم کے موٹے ٹہنوں میں پڑے ہوئے جھولے، صابرہ اور جھولوں کے جھونٹوں کی تصویریں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

نظر آتی تھیں۔ماضی کا روپ نگر اگر ایک طرف اس کے خوابوں میں آتا ہے تو جاگتی آنکھوں سے لاہور اس کی روح کا حصہ بن جاتا ہے"۔ (۸)

اس کہانی کو محض ذاتی المیے تک محدود نہیں رکھا جا سکتا بلکہ اسے برصغیر کے سیاسی و فکری بحرانوں کا علامتی اظہار کہہ سکتے ہیں جس میں ہندوستانی تہذیب، مختلف مذاہب اور گہرے فلسفیانہ پہلو موجود ہیں۔ تاریخی اور تہذیبی شعور کی جھلک بھی برابر ملتی ہے۔ بجلی کے کھمبے، سڑکیں، پل اور ریل کی پٹڑی نئے دور کی ترقی کے اشارے ہیں۔ذاکر ماضی کے سانحوں سے جڑا ایک حساس کردار ہے، جو تقسیم ہند، ہجرت، فسادات، سقوط ڈھاکہ جیسے واقعات سے صرف بیرونی طور پر نہیں بلکہ اندرونی طور پر بھی متاثر ہوتا ہے۔اس کا ذہن ماضی کے حوالوں، روایتوں، خوابوں اور اساطیر سے بھرپور ہے جس میں اجتماعی تاریخ کا عکس موجود ہے۔ نو تاریخیت کے مطابق، یہ بیانیہ طاقت کے متوازی تشکیل پاتا ہے۔

انتظار حسین نے منطق اور تخلیقی انداز میں اپنی یادوں اور تہذیب کو"بستی" کا روپ دیا۔ناول میں انسانی زندگی کے تجربات کی عکاسی ہے جس میں حقیقت اور خیال کی آمیزش سے ہجرت کے کرب کو دیکھا جاسکتا ہے۔اس میں تاریخ کا جبر ،ماضی کی ستم ظریفی حال کا اضطراب موجود ہے۔" بستی" کا مرکزی کردار ذاکر کالج میں تاریخ کا ایسا پروفیسر، جسے لڑکوں کو تاریخ پڑھانا بوریت کا کام لگتا ہے۔اس کے نزدیک:

"دوسروں کی تاریخ اطمینان سے پڑھی جاسکتی ہے، جیسے ناول اطمینان سے پڑھا جاسکتا ہے۔
مگر اپنی تاریخ؟ میں اپنی تاریخ سے بھاگا ہوا ہوں اور زمانہ حال میں سانس لے رہا ہوں۔
فراریت پسند، مگر بے رحم حال ہمیں تاریخ کی طرف دھکیل دیتا ہے۔" (۹)

زیرِ بحث ناول کو تاریخی اور نو تاریخی تناظر میں پڑھنے سے اس کے فکری اور تہذیبی پہلو واضح ہوتے ہیں۔ تاریخی نقطۂ نظر سے ادب تاریخ کا عکس ہے۔"بستی" میں ایسے کئی تاریخی واقعات ملتے ہیں، مثلاً تقسیمِ ہند، پاکستان کا قیام، ۱۹۷۱ء کی جنگ اور بنگلہ دیش کا قیام، یہ سب واقعات ناول کے ماحول، کرداروں اور بیانیے کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ کردار اجتماعی صورتحال سے اثر قبول کرتے ہیں۔ ذاکر کی ہجرت، روایتی مسلم شناخت کا بحران، لاہور کا زوال پذیر شہر، یہ سب پاکستان کے ابتدائی خواب اور بعد کی مایوسی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ناول میں موجود اخلاقی انحطاط ، سماجی کشمکش، بکھراؤ تاریخی ناکامی کی علامت ہے ۔ایسے خواب جو دیکھے گئے لیکن پورے نہ ہو سکے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ذاکر خود انتظار حسین کی ذات کا نمائندہ ہو۔بقول انتظار حسین:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

"آدمی حاضر میں سانس لیتا ہے مگر اس کی جڑیں، ماضی میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں"۔(۱۰)

نو تاریخی نقطۂ نظر کے مطابق، ادب صرف تاریخ کا عکس نہیں بلکہ اس کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ "بستی" اس اصول کو بخوبی نبھاتا ہے۔ یہ ناول اُس سرکاری بیانیے کو رد کرتا ہے اور ذاتی یادداشتوں، ٹوٹے ہوئے رشتوں اور بکھری ہوئی تاریخوں کو سامنے لاتا ہے۔ ذاکر کی اندرونی کشمکش اور یادوں کی گونج اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ تاریخ کوئی جامد حقیقت نہیں بلکہ ایک نظریاتی اور سیاسی تعمیر ہے۔ مذہبی، صوفی، ہندو اور بدھ مت روایات کا استعمال ایک ایسی تہذیبی یادداشت کو جنم دیتا ہے جو مشترکہ ہے اور یہ کسی ایک قومی یا مذہبی شناخت میں محدود نہیں۔ ناول کے بیانیے میں وقت کا بکھراؤ اور خواب و حقیقت کا امتزاج، تاریخ کو محض واقعات کی فہرست نہیں رہنے دیتا بلکہ اسے ایک جیتی جاگتی اور چلتی پھرتی کہانی میں بدل دیتا ہے۔ یہ ناول صرف ایک نوحہ نہیں بلکہ فکری شعور ہے جو یہ سوال کرتا ہے کہ ہم تاریخ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ مظفر علی سید لکھتے ہیں:

> "مصنف واضح طور پر گہرائی سے بولتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ گہرائی اس کے شعورِ ماضی سے پیدا ہوئی ہے مگر اب یہ شعور ماضی تک محدود نہیں، ایک ایسا تاریخی شعور بن چکا ہے جو زمان و مکاں کے فاصلوں کے آر پار دیکھ کر دونوں اطراف کو بیک وقت اپنی گرفت میں لا سکتا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک سے خوفزدہ نہیں۔"(۱۱)

ناول "بستی" کو پڑھنے کے بعد یہ سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ صرف واقعات کی ترتیب ہے یا ایک ایسی کہانی جو ذاتی یادداشت، طاقت اور سیاست کے ذریعے تشکیل پائی ہے؟ تاریخیت میں یہ ناول ایک تاریخی آئینہ ہے، جبکہ نو تاریخیت میں ایک نظریاتی مکالمہ! "بستی" اُردو ناول میں تاریخ، شناخت اور قومی بیانیے کے خلاف ایک خاموش لیکن گہرے احتجاج کا روپ ہے جو اسے ہندوستان کی ادبی روایت میں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ اس ناول کو ہم تاریخ کا نیا بیانیہ کہہ سکتے ہیں۔ اس حوالے سے ناول "بستی" میں یہ دونوں پہلو نمایاں ہیں۔ مظفر علی سید کے نزدیک:

> "بستی کے ایک سے زیادہ رخ ہیں: چند انسانوں کے باہمی روابط جو بدلی ہوئی فضا میں بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے جاتے ہیں مگر وقت کو اپنے رخ میں بدلنے کی ہمت نہیں رکھتے۔۔۔ ناول شعور کی سالمیت کا مظہر ہے۔۔۔اس قسم کے سہ بعدی – Three

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

Dimensionalناول جس میں کردار، زمانہ اور فضا تینوں مربوط ہوں، کوئی خلاصہ نہیں کیا جا سکتا"۔(۱۲)

انتظار حسین نے ناول" بستی " میں تاریخ، یادداشت، اور شناخت کے باہمی ربط کو گہری فکری کاوش کے طور پر پیش کیا۔ یہ ناول تقسیمِ ہند، ۱۹۷۱ء کی جنگ اور بنگلہ دیش کے قیام جیسے بڑے سیاسی سانحات کی بازگشت ہے، علاوہ ازیں فرد کی داخلی کشمکش، سماجی بکھراؤ، اور نظریاتی بحران کی داستان ہے۔ ناول تاریخی و نو تاریخی تناظر میں صرف تاریخ کا عکس نہیں بلکہ تاریخ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے جس سے مخصوص تاریخی و سماجی سیاق و سباق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔" بستی " کے نمایاں پہلوؤں میں تین بڑے واقعات ہیں۔ ذاکر کا آبائی شہر روپ نگر سے لاہور کی طرف ہجرت کرنا، ان لاکھوں مہاجرین کی نمائندگی ہے جو نئی سرحدوں کے بیچ اپنی شناخت کھو بیٹھے۔ اس طرح کے کردار تاریخیت کے عکاس ہیں۔ یہ ناول برصغیر کی سیاسی، سماجی اور تہذیبی تاریخ کے پیشِ نظر ایک فرد کی یادداشت، تجربات اور شعور کا بیانیہ ہے۔

تاریخیت کے تناظر میں تاریخی تسلسل، تہذیبی عروج و زوال، ہجرت، تقسیم اور اجتماعی تجربات کی عکاسی ملتی ہے۔ ادب تاریخ کی بازگشت ہے۔ جس میں مصنف ماضی کے تاریخی حالات، تہذیبی زوال اور اجتماعی سانحات کو براہِ راست یا علامتی انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس ناول میں خالی شہروں، مکانات اور بستیوں کا بیان ملتا ہے جس میں تاریخی لمحات کا عکس ہے۔ تقسیم سے قبل کے پر امن مشترکہ معاشرے کا ذکر بھی ہے۔ تاریخی، معاشرتی ،اخلاقی تنزّلی اور زوال کے ساتھ ،ماضی کی وحدت اور تقسیم ہند کی طرف اشارہ ہے، تو دوسری طرف ویرانی اور اجڑے ہوئے معاشروں کی منظر کشی کی گئی ہے۔

> "عروج کی یہی تو خرابی ہے۔ اس عالم میں یہ گمان ہی نہیں گزرتا کہ اس عروج کو زوال بھی ہو سکتا ہے اور جب زوال شروع ہوتا ہے تو اسے بیچ میں روکا نہیں جا سکتا۔ زوال اپنی انتہا تک پہنچ کر دم لیتا ہے"۔(۱۳)

> "کتنا زمانہ ہو گیا جب ہم ایک ہی زمین پر چلتے پھرتے تھے۔ ہمارے دونوں کے سروں پر ایک ہی آسمان پھیلا ہوا تھا"۔(۱۴)

انتظار حسین نے سیاسی حالات کی عکاسی اور اس پر تبصرہ بھی بڑے بے باک انداز میں کیا ہے۔ وہ سماجی و عصری مسائل پر نوحہ کناں ہی نہیں بلکہ ان کے محرکات کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

"جب حاکم ظالم ہو جائیں اور اولادیں سرکش ہو جائیں تو پھر خلق خدا پہ کوئی بھی آفت ٹوٹ سکتی ہے"۔(۱۵)

"کس زمیں پر قدم پڑ رہے ہیں؟ اس نے حیران ہو کر ارد گرد نظر ڈالی۔ سب سنسان جیسے بستی خالی ہو گئی ہو۔ جیسے دیا سلائی کی ڈبیا خالی ہو جاتی ہے۔ مکان و سرا و جاسب خالی۔ کوئی آہٹ کوئی آواز، کوئی قدم کی چاپ کچھ نہیں بس چاروں طرف سے آتی ہوئی کترنے کی آواز۔ جیسے بہت سے چوہے کچھ کتر رہے ہوں"۔(۱۶)

ناول کا مرکزی کردار ذاکر صرف ایک فرد نہیں، بلکہ تقسیم کے بعد پیدا ہونے والے مسلم معاشرے کے ترجمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ماضی کے حسین لمحات اور حال کی تلخی کے بیچ الجھاؤ کا شکار ہے۔ "بستی" میں معاشرتی و تہذیبی زوال ملتا ہے۔ شہر لاہور کا زوال پذیر ماحول، سماجی بے حسی، اور اخلاقی بحران دراصل اس خواب کی ناکامی ہے جو قیامِ پاکستان کے وقت دیکھا گیا تھا۔ ایک ایسا ملک جو عدل و مساوات، برابری اور رواداری کا گہوارہ ہو سکتا تھا، نہیں ہوا۔ ناول میں نو تاریخیت کا بیانیہ ایک فعال ثقافتی مظہر ہے، جو نا صرف تاریخ سے متاثر ہے بلکہ اسے تشکیل بھی دیتا ہے۔ کہانی میں مثبت و منفی دونوں قسم کی تصویریں ملتی ہیں۔ نظام صدیقی لکھتے ہیں:

"اسی تخیلیت (تخلیقی عمل) کی بنیاد پر انتظار حسین کا یہ ناول "بستی" ہندو پاک کے گذشتہ اور حالیہ دور کی روح میں گھومتا ہوا آئینہ بن سکنے کا اہل ہوا ہے۔ ان کا ناولاتی پیکر ان کی منفرد تخلیقی بصیرت کا مرہون ہے جو وقت سے سراسیمہ ہے تو تواریخ کا ارتفاع کرنے کی اساطیری آگہی اور توانائی بھی اس میں موجود ہے۔ ان دو چکی کے پاٹوں کے درمیان شدید کشمکش تواریخ کی قوی ستم ظریفی کی جبریت کو انتظار حسین نے بڑی شدت سے محسوس کیا ہے جس کی وجہ سے یہ موثر اور معتبر تخلیقی مہم "بستی" حسن پرور اور معنی آگیں ہو گئی ہے۔ "بستی" کا آزادی پسندانہ ظاہر انتظار حسین کے حریت پسندانہ باطن کا بھرپور ترجمان ہے جو زندگی کے آتش کدہ میں تپ کر کندن ہوا ہے۔ نئی وضعیات Structuralism نئی تخلیقیت Creatinism کی بھرپور طور پر نقیب ہوتی ہے۔ وہ نئے سیاق میں یکسر نئی جمالیات اور نئی اقداریات (اخلاقیات) سے منسلک ہوتی ہے۔۔۔ "بستی" نئی ساخت کا وسیع المعنی اور وسیع الامکان ناول ہے"۔(۱۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

مذکورہ ناول میں متعدد مقامات پر داخلی اور اندورنی کشمکش کا بیانیہ اور ذاتی تجربات کی عکاسی ہے۔"بستی " میں سرکاری تاریخ کے بجائے فرد کی یادداشتیں اور اندرونی تجربات تاریخیت اور نو تاریخیت کے متبادل بیانیے ملتے ہیں۔ذاکر کی یادیں،اس کی محبتیں اور خواب سب تاریخیت کے ذاتی، جذباتی اور غیر سرکاری پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔یہ ریاستی طاقت، نظریاتی تشدد اور شناخت کے سرکاری بیانیے کو براہِ راست چیلنج کرتا ہے۔ وہ نا تو مکمل "پاکستانی" بنتا ہے، نہ مکمل "مہاجر"، بلکہ ایک ایسا فرد ہے جس کی شناخت ادھوری اور پہچان نامکمل ہے۔ناول میں تہذیبی ،سیاسی،سماجی اور مذہبی اثرات بھی ملتے ہیں۔"بستی" میں پوری ہندوستانی تہذیب ، مختلف مذاہب اور نظریات کا بیان ہے۔کہانی میں ماضی اثاثہ ہے اجتماعیت کا جس میں تاریخی اور تہذیبی عوامل موجود ہیں۔

ناول میں ہندو، مسلم، صوفی، اور بدھ مت کی روایات کو بھی دیکھا جاسکتا ہے جو اس امر کی غمازی ہے کہ برصغیر کی شناخت تہذیبی طور پر متنوع اور تاریخی طور پر پیچیدہ ہے۔کربلا، مہابھارت، اور بودھی تصورات کا امتزاج بھی ملتا ہے ۔ یہ صرف ایک سیاسی بیانیہ نہیں بلکہ اسے تہذیبی احتجاج میں بدل دیتا ہے۔ناول میں نو تاریخی بیانیہ،اِس پس منظری سیاق وسباق کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے جو اس کہانی کی تشکیل میں شریک ہے۔ انتظار حسین کو روپ نگر، میرٹھ اور مغربی یوپی کی علاقائی بولیوں پر قدرت حاصل ہے ، ان کے بیان میں حقیقی رنگ اور اسلوبِ اظہار بھی عمدہ ہے۔ذاکر کا کردار تاریخ سے متاثر اور مزاحمتی عمل اس امر کی دلیل ہے کہ اس کا مشاہدہ، حیثیت ،اثرات، یادداشت، خوابوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

انتظار حسین کا ناول "بستی " نہ صرف اُردو ادب کا ایک اہم ادبی شاہکار ہے بلکہ ایک فکری مکالمہ بھی جو ہمیں یاد دلاتا ہے کہ تاریخ محض واقعات کی فہرست نہیں بلکہ ایک نظریاتی اور تہذیبی تعمیر ہے۔ تاریخیت ہمیں ناول کا خارجی پس منظر دیتی ہے، جبکہ نو تاریخیت اس کے اندرونی، جذباتی اور ثقافتی جہان تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ اس ناول میں برصغیر کی مشترکہ یادداشت، زخم خوردہ تاریخ، اور شناخت کے بحران کو جس انداز میں بیان کیا گیا ہے، وہ اُردو ناول کو عالمی سطح پر فکری اور نظریاتی طور پر منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ مذکورہ ناول کو تاریخیت اور نو تاریخیت کے نظریاتی تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ " بستی "وسیع المعنی اور کثیر الجہات ناول ہے۔ڈاکٹر آصف فرخی کے مطابق:

> "اپنی تمام تر سادگی کے باوجود " بستی "تنقیدی اوزاروں (Equipment) سے لیس ہو کر مطالعہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے ۔۔۔ شعوری یا لا شعوری طور پر اس ناول نے ناول کے پرانے تصور کو منقلب کیا ہے اور یوں اپنے مواد اور تکنیک میں تو نہیں مگر اپروچ میں جدید

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ہے۔۔۔اس ناول نے کسی پرانے Pre-conceived تصور پر کھینچ تان کر پورا اترنے کے بجائے اپنے موڈ اور تجربے کے مطابق فارم کو ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔اس لیے یہ ناول فارم کے اعتبار سے بھی اہم ہے کہ یہ ایک تخلیقی چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے اور نئے امکانات پیدا کرتا ہے۔"(۱۸)

ناول کو محض ایک تاریخی واقعے کا عکس سمجھنے کے بجائے، تاریخ کی تخلیق، تعبیر اور تنقید کا ایک فعال وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ذاکر کا کردار، تقسیمِ ہند، مہاجرین اور ۱۹۷۱ء کی جنگ جیسے تاریخی واقعات کے درمیان ایک فکری پُل کا کام کرتا ہے، جو ہمیں سرکاری بیانیے اور ذاتی یادداشتوں کے درمیان موجود خلا کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ انتظار حسین کے ہاں منفرد اسلوب، علامتی بیانیے اور گہرا تاریخی و تہذیبی شعور دیکھنے کو ملتا ہے فرانس ڈبلیو-پریچٹ بستی کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"Basti is a time one, and thought provoking and unforgettably evocative at its best". (19)

مرکزی کردار ذاکر بھی پوری طرح اپنے ماضی کو بھول نہیں سکا۔ بے رحم حال اسے ماضی کی طرف دھکیل دیتا ہے ۔ مصنف ماضی کی تاریخ کو وقت کی تبدیلی کے ذریعے کہانی میں پیش کرتے ہیں جس میں انسانی تہذیب و تمدن کے عروج وزوال، اقدار کی تبدیلی اور زندگی میں آنے والی پیچیدگیوں کو بیان کیا گیا ہے ۔ ناول "بستی" تاریخی حقائق کو ادب کے ذریعے نہ صرف محفوظ کرتا ہے بلکہ سوچ کے دائرے کو وسعت دیتا ہے۔اس حوالے سے چند سوالات بھی ذہن میں گردش کرتے ہیں جو قاری کی خوابیدہ فکر پر دستک دیتے ہیں کہ: کیا بستی کو محض تاریخی واقعات کا عکس سمجھنا کافی ہے؟ذاکر کا کردار تاریخ کے ساتھ کیا رویہ رکھتا ہے؟مشاہدہ، مزاحمت یا تشکیل فرد کو کس طرح متاثر کرتی ہے ؟"بستی "نو تاریخیت کے تناظر میں کس طرح ریاستی بیانیے کو چیلنج کرتا ہے اور تاریخی شعور کو کس طرح گہرائی عطا کرتا ہے ؟ قول و فعل میں تضاد، جمہوری اصولوں کی خلاف ورزی اور انصاف کی عدم دستیابی ان تمام سوالوں کے جواب ناول "بستی" میں موجود ہیں۔

اس کہانی میں تاریخیت اور نو تاریخیت کے عناصر کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ذاکر کی یادداشتیں، خواب اور داخلی کشمکش، ذاتی بیانیے کو قومی بیانیے پر ترجیح دیتی ہیں۔جو مذہبی نظریات اور اساطیری حوالے کے ساتھ نظریاتی شناخت کی وحدت کو توڑتے ہیں۔ریاستی طاقت، قومی نظریہ اور فرد کی شناخت کو چیلنج کیا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

گیا ہے ۔ "بستی" ایک متوازی تاریخ رقم کرتا ہے جو نہ صرف ریاستی بیانیے کا متبادل ہے بلکہ اس کا ناقد بھی ہے۔ تاریخی اور نو تاریخی عناصر دونوں اس ناول کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرتے ہیں۔ انتظار حسین کاناول "بستی" اُردو ادب کا وہ اہم متن ہے جو تاریخ کو ایک نظریاتی، تہذیبی اور داخلی بیانیے میں ڈھالنے کی بھر پور صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ ناول ثابت کرتا ہے کہ ادب تاریخ کے محض تابع نہیں بلکہ اس کے مقابل ایک خود مختار اور طاقتور مکالمہ بھی ہے۔

نو تاریخیت ادب کو تاریخ کے ایک جامد آئینے کے طور پر نہیں، بلکہ طاقت، شناخت، ڈسکورس، سماجی تشکیل اور ذاتی تجربات کے تناظر میں دیکھتی ہے۔ فرد اور معاشرہ کے باہمی تعامل کو واضح کرتی ہیں۔ اس کی داخلی کیفیت، سماج میں فرد کی اجنبیت، انتشار، جھوٹے نعرے، عدم تحفظ، سیاسی ماحول کا خوف، بیگانگی، انحراف، داخلی شعور اور تاریخی سیاق کی شکستگی، ریاستی رویے، نفسیاتی خلل سیاسی پروپیگنڈا، طاقت تجربے کا مرکز سب موجود ہیں۔ نو تاریخیت کے تناظر میں چند اقتباسات:

> "اس شخص نے غسل کیا اور بعد آئینہ دیکھا اور اس پر یہ کھلا کہ اس کے سر کے بال کہ گھر سے نکلتے وقت سارے سیاہ تھے، اب سارے سفید ہو چکے ہیں۔ یہ اس دیار میں اس شخص کا پہلا دن تھا"۔ (۲۰)

> "آدمی بننے کے لیے اذیت کے تجربے سے بھی گزرنا چاہیے اور بڑا آرٹ تو Suffering ہی سے پیدا ہوتا ہے"۔ (۲۱)

> " شہر اب ایک نئے نعرے کے سحر میں تھا۔ پرانے نعروں کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ اگرچہ انہیں ہوا دینے والے اشتہار اسی صورت لگے ہوئے تھے، اُسی صورت سب گالیاں، الزام تراشیاں دیوار دیوار پر رقم تھیں ۔ کسی دھوپ، کسی بارش نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ پھر بھی سب کا رنگ، سب کے لفظ ماند پڑ چکے تھے۔ اس نے دیواروں کو دیکھا اور تعجب کیا کہ یہ نعرے کتنے جلدی باسی ہو جاتے ہیں"۔ (۲۲)

> "کہاں کہاں سے لوگ آئے تھے جیسے پتنگیں کٹ کر آتی ہیں اور کسی چھت پر گر پڑتی ہیں"۔ (۲۳)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

"میرے اندر زمانے اور زمینیں درہم و برہم ہیں۔ کبھی کبھی بالکل پتا نہیں چلتا کہ کہاں کس جگ میں ہوں"۔ (۲۴)

"اس ملک میں آج سب ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہیں اور آگے چل کر اور دیں گے۔ ہر شخص اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کر رہا ہے۔ اور کرے گا"۔ (۲۵)

"عجیب بات ہے جتنا بڑا ہنگامہ ہوتا ہے اس کے بعد اتنی گہری خاموشی آتی ہے"۔ (۲۶)

مغربی نظریات نے خاص طور پر اردو ناول میں وسعت پیدا کی ہے۔ ناول "بستی" میں تاریخی واقعات جیسے تقسیم ہند، قیامِ پاکستان اور سقوطِ ڈھاکہ کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ذاکر کی ہجرت اور لاہور کی گرتی ہوئی تہذیب فرد کے خوابوں کی ناکامی کو ظاہر کرتی ہے۔ وقت کا تسلسل، ماضی کے ساتھ تعلق اور پرانی یادیں تاریخ کا حصہ ہیں جبکہ نو تاریخیت میں " بستی " تاریخ کا محض عکس نہیں بلکہ تشکیل کرنے والا متن بھی ہے جو ہمیں ایک ایسی جہاں بینی عطا کرتا ہے جو ہماری تاریخ کے انسانی، اجتماعی اور باطنی تصورات سے ابھرتا ہے۔ زہرہ نگار کی غزل میں تاریخی اور نو تاریخی بیانیہ کو خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو کہ مذکورہ ناول کی بھرپور نمائندہ ہے۔

بستی میں کچھ لوگ نرالے اب بھی ہیں — دیکھو خالی دامن والے اب بھی ہیں
دیکھو وہ بھی ہیں جو سب کہہ سکتے تھے — دیکھو ان کے منہ پر تالے اب بھی ہیں
دیکھو ان آنکھوں کو جنہوں نے سب دیکھا — دیکھو ان پر خوف کے جالے اب بھی ہیں
دیکھو اب بھی جنس وفا نایاب نہیں — اپنی جان پہ کھیلنے والے اب بھی ہیں
تارے ماند ہوئے پر ذرے روشن ہیں — مٹی میں آباد اجالے اب بھی ہیں (۲۷)

اردو فکشن میں انتظار حسین کا مقام ان کے منفرد اسلوب، علامتی بیانیے اور تاریخ و تہذیب سے گہرے تعلق کی بنیاد پر مسلمہ ہے۔ ناول" بستی" ان کے فکری وژن کی جھلک پیش کرتا ہے جہاں یادداشت، خواب، روایت اور تاریخی شعور باہم یکجا نظر آتے ہیں ۔"بستی" تاریخی حقائق کو ادب کے ذریعے نہ صرف محفوظ کرتا ہے بلکہ ناول میں اندر اور باہر کی دنیا، تاریخ اور داستان آپس میں پیوست نظر آتے ہیں۔ یہ روایتی ناولوں سے الگ ہے جس میں مصنف کا تاریخی شعور عروج پر دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے رسمی تقلید سے گریز کیا جو جدید ناول نگاری میں ایک خوبصورت اضافے کے ساتھ ساتھ انھیں منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ ڈاکٹر ممتاز احمد خان لکھتے ہیں:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

"اس میں اسلوب اور تکنیک ہیئت میں تبدیلی کا احساس دلاتے ہیں۔ اس میں داخلی خود کلامی ، ڈائری کے اوراق ، ہندو دیو ملا اور اساطیر کی آمیزش سے ایک نیا ذائقہ کا احساس ہوتا ہے۔ "بستی "کی علامتی حیثیت مسلم ہے۔ اس کا موضوع تقسیم ہند، ناسٹلجیا اور غریب الوطنی کا احساس ہے"۔(۲۸)

ناول" بستی" صرف ایک بستی نہیں بلکہ انسانی ہستی کی کہانی ہے جو بستی میں پیوست ہے جس میں ایک متوسط خاندان کی ہجرت اور اسکے بعد کی زندگی کو دکھایا گیا ہے۔ تاریخیت کے زاویے سے ناول ایک تہذیبی زوال، ہجرت، تقسیم اور شناخت کے بحران کو بیان کرتا ہے، جب کہ نو تاریخیت کے تناظر میں یہ واضح ہوتا ہے کہ تاریخ خود بھی ایک طاقت ور بیانیے اور تکرار کا نتیجہ ہے، جسے ہر دور اپنی ضرورت کے تحت تشکیل دیتا ہے۔بستی میں فرد کی یادداشت، جذبات اور تجربات کو اجتماعی تاریخ کے ساتھ جوڑ کر تاریخ کو ذاتی اور فکری سطح پر از سر نو دریافت کیا گیا ہے۔ ذاکر کا کردار اس بیانیے کا مرکز ہے، جو تاریخ کو ایک جامد حقیقت کے بجائے متحرک اور سوالیہ شے کے طور پر دیکھتا ہے۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بستی ایک ایسا ادبی متن ہے جو صرف ماضی کی ترجمانی نہیں کرتا بلکہ تاریخ کو ایک فکری تجربہ بنا کر قاری کو اس کی معنویت پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ کچھ لوگوں نے ناول "بستی" اور "صابرہ" کے کردار کے بارے میں اعتراضات کیے تھے۔ اس کا جواب انتظار حسین یوں دیتے ہیں:

" جب" بستی "پر اعتراضات کی یورش ہوئی تب میں چونکا،" بستی" کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور اطمینان کا سانس لیا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں چالو ناول سے بال بال بچ گیا ہوں۔"(۲۹)

"صابرہ کے کردار کے بارے میں میرے کتنے دوستوں نے مجھے پکڑا۔۔۔ادھر اسے بیان کرتے ہوئے میرا یہ حال تھا کہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔۔۔ایک فقرہ بھی زائد لکھا جائے تو کی کرائی محنت اکارت جاسکتی ہے۔" (۳۰)

یہ حقیقت ہے کہ انتظار حسین نے نہ تو چالو ناول لکھا اور نہ ہی صابرہ کے کردار میں غیر ضروری طوالت اختیار کی۔

"بستی "میں تاریخ ایک مستند حقیقت نہیں بلکہ ایک ثقافتی، نفسیاتی اور سیاسی بیانیہ بھی ہے۔ انتظار حسین نے نو تاریخیت کے اصولوں کے مطابق متن کو غیر روایتی انداز میں تعمیر کیا۔ اردو ناول میں "بستی" پہلا مکمل فکشن

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ہے جس میں تاریخ کی از سرِ نو تعبیر ہے اور فرد کی یادداشت کو اجتماعی شعور سے جوڑ دیا گیا ہے۔بستی اردو ناول میں تاریخیت اور نو تاریخیت دونوں کی بہترین مثال ہے۔اس میں تاریخی حوالہ جات موجود ہیں جو فکری، علامتی اور سیاسی سطح پر متن کے معنوں کو وسعت دیتے ہیں۔نو تاریخیت کی روشنی میں بستی ایک ایسا ادبی متن ہے جو نہ صرف اپنے زمانے کی عکاسی کرتا ہے بلکہ اس کے ڈسکورس میں بھی مداخلت کرتا ہے۔ اردو ناول کے تاریخی و تنقیدی مطالعے کے لیے "بستی" ایک عمدہ مثال ہے۔

انتظار حسین اپنے ناولوں میں واقعات کی گہرائی سے انسان کی داخلیت اور اندرون کو چھونے کی کوشش کرتے ہیں انہوں نے واقعات سے نتائج اخذ کیے اور تقسیم کو ایک تہذیبی المیے کے طور پر دیکھا۔انھوں نے تاریخی تازیانوں میں ہند و پاک کی حقیقت کو پیش نہیں کیا بلکہ فکری دھارے پر واقعات کو پرکھا اور آزاد چھوڑ دیا ہے۔ یہ ناول ماضی کی گمشدہ کڑی نہیں بلکہ یادوں کا ایک سنگم ہے جس میں انسانی زندگی، سماج، تاریخ، تہذیب اور اقدار شامل ہیں۔ناول میں روپ نگر کے باسی انسان اور جانور، عبادت گاہیں عمارتیں سب دکھائی دیتے ہیں۔انتظار حسین کا اسلوب اور واقعاتی تسلسل نہ صرف ذہنی میلانات و کیفیات پیش کرتا ہے بلکہ اپنے عہد کی تاریخی دستاویز بھی ہے۔
اس سے پہلے اس ناول کا مختلف تنقیدی زاویوں جن میں علامتی، تجریدی، تمثیلی اساطیری، ماضی پرستی، ناسٹلجیائی، مذہبی اور تہذیبی تجزیہ کیا گیا۔ اس مضمون میں ناول بستی کو تاریخیت و نو تاریخیت کے تناظر میں دیکھنے کی نئی اور منفرد کاوش ہے۔

"بستی" ایک فکر انگیز، ناقابل فراموش واقعات اور فکری بالغ النظری کا عمدہ نمونہ ہے۔ یہ ناول ایک متوازی تاریخ رقم کرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف ریاستی بیانیے کا متبادل ہے بلکہ اس کا ناقد بھی ہے۔ یہ تاریخیت اور نو تاریخیت دونوں پہلوؤں کو روشن کرتا ہے۔ ایک طرف وہ سماجی و سیاسی سیاق و سباق فراہم کرتا ہے، تو دوسری طرف ادب اور تاریخ کے بیانیے کو متاثر کرتا ہے۔ بلاشبہ انتظار حسین کا ناول " بستی" اُردو ادب کا اہم متن ہے جو تاریخ کو ایک نظریاتی، تہذیبی اور داخلی بیانیے میں ڈھالنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ مضمون ناول "بستی" کو تاریخیت اور نو تاریخیت کے نظریاتی تناظر میں پرکھنے کی کوشش ہے۔ اس مطالعے میں ناول کو محض ایک تاریخی واقعے کا عکس سمجھنے کے بجائے، تاریخ کی تخلیق، تعبیر اور تنقید کا فعال وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

حوالہ جات

۱۔ محمد اشرف کمال ، ڈاکٹر ،"تاریخیت ، نوتاریخیت" ،مشمولہ :۔ تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات،فیصل آباد:مثال پبلشرز،۲۰۱۶ء،ص ۱۳۴

۲۔ ہنری اسٹیل کو میجر، مطالعہ تاریخ، غلام رسول مہر(مترجمہ)لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۲ء، ص ۲۶

۳۔ الطاف انجم،ڈاکٹر،اُردو میں مابعد جدید تنقید (اطلاقی مثالیں، مسائل و ممکنات) دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۲۰۱۳ء،ص ۲۵۳

۴۔ قاضی عابد،ڈاکٹر، قصص ہند،"تاریخیت اور نو تاریخیت"، مشمولہ:۔ تحقیق نامہ، شمارہ نمبر ۱۷، لاہور: شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی، جولائی ۲۰۱۵ء، ص ۱۹

۵۔ انتظار حسین ، "اجتماعی تہذیب اور افسانہ"، مشمولہ :۔ علامتوں کا زوال ، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، ۲۰۱۱ء، ص ۱۷

۶۔ لوکاچ، بحوالہ مظفر علی، سید، "انتظار کا جادو، افسون انتظار"، مشمولہ :۔ سخن اور اہل سخن (تنقیدی مضامین)، انتظار حسین، (مرتبہ)،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۶ء، ص ۱۳۲

۷۔ انور پاشا، ڈاکٹر، ہندو پاک میں اُردو ناول: تقابلی مطالعہ، نئی دہلی: پیش رو پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء، ص ۴۷

۸۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر،"تحریک آزادی اور ہمارا ناول" ، مشمولہ:۔ اردو ناول کے ہمہ گیر سروکار، لاہور: فکشن ہاؤس،۲۰۱۷ء، ص ۱۴۷

۹۔ا نتظار حسین، بستی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۴۷

۱۰۔ انتظار حسین، "ہمارے عہد کا ادب"، مشمولہ :۔ علامتوں کا زوال، ص ۹۷

۱۱۔ مظفر علی، سید ، "بستی۔ایک مطالعہ" ،مشمولہ:۔ سخن اور اہل سخن (تنقیدی مضامین) انتظار حسین، (مرتبہ)ص ۱۱۷

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۱۳۔ انتظار حسین، بستی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۹۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۷۹

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 3, (July to Sep 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-III)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۷۔ نظام صدیقی، ''اُردو ناول میں تخلیقیت کا رحجان''، مشمولہ:۔مابعد جدیدیت (اطلاقی تنقیدی)، ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، (مرتب) لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۸، ص ۱۹۲

۱۸۔ آصف فرخی ، ڈاکٹر، ''انتظار حسین کی ناول نگاری'' ، مشمولہ :۔ پاکستانی ادب کے معمار، انتظار حسین : شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۰۶ء، ص ۱۰۰

19. Basti, (Intizar Hussain), Translated by Frances W Pritchett, New Dehil: Oxford university press, 2007, pg xxxviii

۲۰۔ انتظار حسین، بستی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۷۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۸۸

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۰۴

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۱۱

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۲۶۔ ایضاً، ص ۲۱۱

27. https://www.rekhta.org/ghazals/bastii-men-kuchh-log-niraale-ab-bhii-hain-zehra-nigaah-ghazals?lang=ur Date 20th May2025, Time 10:00 PM

۲۸۔ ممتاز احمد خان، ڈاکٹر، ''جدید اردو ناول میں موضوعاتی تنوع (ایک جائزہ)''، مشمولہ:۔ اُردو ناول کے چند اہم زاویے، کراچی: انجمن ترقی ردو پاکستان، ۲۰۰۳ء ص ۴۵

۲۹۔ انتظار حسین، ''ڈیڑھ بات اپنے افسانے پر''، مشمولہ :۔ علامتوں کا زوال، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، ۲۰۱۱ء، ص ۲۴۳

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۴۱